رسائل و مسائل

خواتین کے لیے نماز جمعہ اور تراویح

ہمارے ملک کی کچھ مسجدوں میں خواتین کے لیے نماز جمعہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور اب رمضان میں تراویح کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ یہ خیال رکھا گیا ہے تمام شرعی حدود و قیود کی پاسداری ہو' مثلاً یہ کہ ان کے آنے جانے کے راستے مردوں سے الگ اور محفوظ ہوں' ان کی نماز کی جگہ پردے میں اور مردوں سے دوری پر ہو' وضو اور طہارت کا معقول انتظام ہو' ساؤنڈسسٹم مناسب ہو' لیکن بعض ائمہ اور علما مخالفت کر رہے ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ خاتون کے گھر اور کمرے کی نماز صحن اور مسجد کی نماز سے افضل ہے۔ خواتین کو مسجد میں بلانا مناسب نہیں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

خواتین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس پر کتاب و سنت ناطق ہیں اور امت کا اجماع ہے۔ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے' (اور ایک روایت میں مسلمہ کے لفظ کا اضافہ بھی ہے) تحصیل علم کی فرضیت پر نص صریح ہے۔ تحصیل علم گھر میں بیٹھ کر نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے اور استاد کے پاس جانا پڑتا ہے۔ یہ صورت عملاً ممکن نہیں ہے کہ خواتین اپنے گھروں میں رہیں اور کوئی خاتون گھر گھر جاکر انھیں تعلیم دے۔ تاہم بالفرض اس صورت کو اختیار کر لیا جائے تو اس میں ایک خاتون کا گھر سے نکل کر دوسری جگہ جانا لازم آئے گا۔ حدیث میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ وسلم نے حضرت سودہ ؓ سے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ نے تمھیں اجازت دی ہے کہ تم اپنی حاجت کے لیے باہر نکلو۔ جن حاجات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت ہے ان میں تحصیل علم بھی شامل ہے۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کے جو مختلف مواقع میسر ہیں ان سے استفادہ کیا جائے گا اور انھیں ان مواقع سے استفادے کی ترغیب دی جائے گی۔ ان مواقع میں جمعہ' عیدین' وعظ اور دروس قرآن کے اجتماعات شامل ہیں۔ اسی طرح اب دینی مدارس بھی قائم کر دیے گئے ہیں جن میں بچیوں کو قرآن و حدیث' عربی زبان' اور فقہ اسلامی کی تعلیم دی جاتی ہے اور ان میں تحریکی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ان مدارس میں بچیوں کو داخل کرنا بھی جائز ہے اور ہمارے ملک کے تمام مکاتب فکر کے علما نے ایسے

مدارس قائم کیے ہوئے ہیں جن میں طالبات باقاعدہ قیام پذیر ہوتی ہیں اور ان کے تحفظ کا پورا پورا اہتمام ہے۔ اس سلسلہ میں دراصل لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ جس چیز کو شریعت نے منع کیا ہے اس کے ساتھ جائز چیز کو خلط ملط کر دیتے ہیں اور پھر مطلوب اور غیر مطلوب میں بھی فرق نہیں کرتے۔

شریعت نے خاتون کو محرم کے بغیر یا خواتین کی جماعت کے بغیر سفر کرنے سے روکا ہے۔ لیکن مسافت سفر سے کم مسافت میں وہ محرم کے بغیر بھی باہر نکل سکتی ہے جبکہ فتنے کا خوف نہ ہو اور ولی یا شوہر کی طرف سے اجازت ہو۔

مسجد میں نماز باجماعت میں شرکت کی اسے ترغیب تو نہیں دی گئی لیکن اجازت دی گئی ہے۔ پانچ وقت کی نماز ہو یا نماز جمعہ، عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھے اور جائز ہے کہ مسجد میں آ کر نماز باجماعت ادا کرے۔ اس کے مقابلے میں مرد کے لیے گھر میں بلاعذر شرعی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ عیدین میں چونکہ مقصود اہل اسلام کی شوکت کا اظہار بھی ہوتا ہے اس لیے عیدین میں خواتین کی شرکت کی ترغیب آئی ہے۔ اس لیے جو خواتین کے لیے مسجد میں نماز کا اہتمام کرتے ہیں، ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح مسجدوں میں آکر نمازیں پڑھیں تاکہ انھیں ثواب زیادہ ملے، بلکہ مقصد نماز جمعہ، عیدین اور دیگر مواقع پر خطبات اور وعظ اور دروس سے استفادے کی ترغیب دینا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لیے گھر سے باہر نکلنا، مسجد میں جانا، مدرسہ میں حاضر ہونا، سکول اور کالج اور یونی ورسٹی میں جانا کسی کے نزدیک بھی قابل اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے ملک کے علما عرصہ سے اس کی فکر کر رہے ہیں۔ انھوں نے مساجد کے ساتھ خواتین کے لیے گیلریاں وغیرہ بنوانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اور بعض خواتین کو اس بات کی ترغیب بھی دیتے ہیں کہ وہ مسجدوں میں آئیں اور وعظ اور درس سے استفادہ کریں۔

جن احادیث میں خواتین کی نمازوں کو گھروں میں افضل قرار دیا گیا ہے وہ تعلیم و تربیت کے لیے مسجد اور مدرسہ میں جانے سے متصادم نہیں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی بھی دور میں تحصیل علم کے لیے خواتین کو مسجدوں اور مجالس تعلیم و تعلم اور وعظ و تبلیغ میں جانے سے نہیں روکا گیا بلکہ اس پر تعامل رہا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر تو تحصیل علم ممکن ہی نہیں جیسے کہ شروع میں ذکر کیا گیا ہے۔

نیز موجودہ دور میں جبکہ مغرب خواتین کو اسلام کے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہمارے ملک میں مغرب زدہ خواتین لادینیت کے فروغ کے لیے میدان عمل میں نکلی ہوئی ہیں، جلسے منعقد کرتی اور جلوس نکالتی ہیں، اخبارات میں بیانات دیتی ہیں اور اسلامی اقدار و روایات اور احکام شریعت کا مذاق اڑاتی ہیں، ضروری ہے کہ اسلام پسند خواتین کو تحریکی کام کی تربیت دی جائے تاکہ وہ

پر امن حالات میں شرعی حدود میں رہ کر اسلام کے لیے باہر نکلنے کی تربیت حاصل کر سکیں اور مغرب زدہ خواتین کو جواب دے سکیں۔ کیونکہ مغرب زدہ خواتین کے مقابلہ میں اسلام پسند خواتین ہی کو آگے آنا چاہیے۔ مردوں کے لیے مناسب نہیں کہ وہ خود ان خواتین کے مقابلہ میں میدان میں نکل کر کام کریں۔ اس لیے خواتین کے لیے نماز جمعہ اور دیگر مواقع سے استفادہ کا انتظام وقت کی ضرورت کا احساس ہے اور خواتین کے دینی حقوق کے حوالے سے شریعت کے منشا کو پورا کرنے کی کوشش ہے۔ نماز جمعہ کی طرح تراویح کے لیے بھی خواتین کا انتظام ہونا چاہیے تاکہ جو خواتین پورا قرآن پاک سننا چاہیں وہ سن سکیں' نیز تراویح کے موقع پر قرآن پاک کے مضامین کا جو خلاصہ پیش کیا جاتا ہو یا کوئی دوسرا تعلیمی و تربیتی پروگرام ہوتا ہو تو اس سے بھی استفادہ کر سکیں۔ (مولانا عبد المالک)

ایک لیڈی ڈاکٹر کی پریشانی

میرا کام زنانہ مریضوں کے ساتھ ہے اور میرا کلینک زچہ بچہ کلینک ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس میں کچھ کیس بہت اچھے ہو جاتے ہیں اور کچھ کے ساتھ ہماری پوری کوشش کے باوجود حادثے بھی ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر میری ایک مریضہ کا بچہ دوران زچگی ختم ہو گیا۔ میں نے سرتوڑ کوشش کی کہ بچہ کو زندہ نکال لیا جائے لیکن میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اگر وہ مریض بھی اس کو رب کی رضا سمجھ کر قبول کر لیتے تو میرے ذہن پر کوئی بوجھ نہ رہتا۔ لیکن انھوں نے اس چیز کو قبول نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ میری غلطی ہے۔ گو کہ مجھ سے کوئی مطالبہ یا شکوہ نہیں کیا مگر مجھے کچھ دوسرے لوگوں کی زبانی یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنی بساط بھر کوشش کی اور میرے خیال میں اس عورت کی حالت اس وقت ایسی بھی نہ تھی کہ آپریشن کر لیا جاتا۔ بہرحال میں نے پورے خلوص سے کام کیا تھا۔

دوسری ایک مریضہ کا نارمل ہونا نظر نہ آرہا تھا۔ اس کا آپریشن کیا اور آپریشن کے دوران کچھ پیچیدگی ہو گئی۔ وہ بچ تو گئی ہے' بچہ بھی بچ گیا ہے لیکن صحت اب ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا میاں بھی سخت ناراض ہوا ہے اس بات پر کہ اس پیچیدگی اور خرچہ کی ذمہ دار میں ہوں۔ وہ درگزر پر تیار نہیں ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا دونوں مریضوں سے میں نے کیس یا آپریشن کی کوئی فیس نہیں لی حالانکہ دونوں کے ساتھ میں نے پورے خلوص سے بہت محنت کی۔ میں سوچتی ہوں کہ جب میرے پورے خلوص اور محنت کے باوجود کوئی کام نہیں ہو سکتا تو..... کیا پھر بھی میں مجرم ہوں؟ (میرے کلینک میں ماہانہ تقریباً ۲۰ ' ۲۵ زچگیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سے چھ سات آپریشن بھی کرنے پڑتے ہیں) جب مریض یا ان کے لواحقین اس طرح کے کیس میں درگزر نہیں کرتے تو میرا دل چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہیں جنگل میں چلی جاؤں۔ جہاں کوئی انسان نہ ہو۔ کاش میں ڈاکٹر نہ ہوتی 'ایک عام گھریلو عورت ہوتی سیدھی سادی... نہ اتنا علم ہوتا نہ اتنا سخت محاسبہ..... توبہ بھی کرتی ہوں' فیس بھی نہیں لیتی' کسی حد تک معذرت اور تلافی کی کوشش بھی کرتی ہوں لیکن مجھے کوئی تسلی دے دیں۔ میرا رب مجھے معاف کر دے گا ان باتوں پر..... جب شفا اور زندگی اس کے اپنے ہاتھ میں ہے تو مجھ سے تو آسان حساب لے گا نا!

ایک بات اور ہے - طب کے ساتھ ساتھ میرے اوپر تحریکی ذمہ داری ہے - میں اپنے ڈویژن کی ناظمہ ہوں - مجھے کچھ وقت تحریک اور بچوں کو بھی دینا ہوتا ہے - لہٰذا میں دو بجے کے بعد سوائے ایمرجنسی کے مریض نہیں دیکھتی - ہاں کوئی بہت دور سے آئے تو دیکھ لیتی ہوں - اس پر بھی میرے آدھے مریض ناراض ہو کر چلے جاتے ہیں اور اگر دیکھوں تو پھر نبھا نہیں سکتی - سارا دن یہی کرتی رہوں - یہ بھی بہت ذہنی اذیت کا باعث بنتا ہے -

آپ کو حقوق العباد کا جتنا شدید احساس ہے ' اور اس معاملہ میں خدا کا جو خوف ہے ' یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے آپ پر - یقیناً یہ معاملہ بہت نازک ہے ' اور اس معاملہ میں ہر وقت ڈر کے رہنا چاہیے -

لیکن مسئولیت کی حدود شریعت میں طے کر دی گئی ہیں - اگر آپ کی غلطی یا خطا سے کسی کو نقصان پہنچ جائے تو اس کی دیت (یا مناسب مالی معاوضہ) اور کوئی کفارہ کافی ہے - جیسی قتل خطا کے لیے دیت ہے اور ۶۰ روزے 'کوئی قصاص نہیں - قصاص نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ورثا سے معافی کے ساتھ آپ کے سر سے بوجھ کا ہٹنا مشروط نہیں - اگر آپ جان بوجھ کر نقصان پہنچائیں تو قصاص ہے - اگر معاملہ عزت کے نقصان کا ہے تو معاف کرانا ضروری ہے - خواہ اس کے لیے کچھ دینا دلانا پڑے - دوسری طرف اگر آپ کے پاس کوئی امانت ہو اور وہ آپ کے پاس سے ضائع ہو جائے ' اور اس میں آپ کی غفلت کو دخل نہ ہو ' تو اس کا کوئی تاوان نہیں -

انسانوں کو زندگی باقی رکھنے اور صحت کے لیے علاج کی ضرورت ہے - اس لحاظ سے طب کی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے ' اگرچہ فرض کفایہ ہے - جب آپ اپنی مقدور بھر پوری احتیاط سے علاج کرتی ہیں یا آپریشن کرتی ہیں 'کوئی غفلت نہیں برتتیں ' تو کامیابی و ناکامی نہ آپ کے ہاتھ میں ہے ' نہ آپ کے بس میں ہے ' نہ آپ اس کی ضمانت دے سکتی ہیں ' نہ آپ اس کے لیے ذمہ دار اور مسئول ہو سکتی ہیں - شریعت کا بنیادی اصول ہے کہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا - یہ مریض آپ کے پاس ایک امانت کی طرح ہے - آپ پوری دیانت داری ' مہارت اور احتیاط سے اس امانت کو ادا کرتی ہیں گویا اس کی حفاظت کرتی ہیں - پھر وہ ضائع ہو جاتی ہے - کوئی انسان چوری کر لیتا ہے 'کوئی آپ کا مددگار نقصان پہنچاتا ہے ' یا کوئی ارضی و سماوی آفت اسے ضائع کر دیتی ہے - تو نہ آپ مسئول ہیں ' نہ آپ پر مواخذہ ہے ' نہ آپ پر تاوان آتا ہے - نہ آپ کے لیے یہ ضروری ہے کہ لواحقین و ورثا آپ کو ضرور ہی معاف کریں - اس کے بعد ' اگر آپ فیس نہیں لیتیں ' معذرت بھی کرتی ہیں ' اللہ سے استغفار بھی کرتی ہیں ' اس کے خوف سے ڈرتی بھی ہیں ' تو اس سے زیادہ آپ کیا کر سکتی ہیں - یہ سب کرنا لازمی نہیں ' لیکن ایک اچھی اور خدا ترس ڈاکٹر اور انسان کی حیثیت سے یہ سب کرنا آپ کے لیے اچھا ' مفید اور آپ کی روحانی صحت اور آخرت کے لیے ضروری ہے -

اگر خطا ہو جائے ' اور وہ ایک ڈاکٹر سے ہو سکتی ہے ' تو آپ کچھ خدمت کر دیں ' اور کچھ روزے

رکھ لیں - معافی بھی مانگ لیں - لیکن معاف کرنے والا ' معاف نہ کرے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کوئی سبیل نکالے گا - معاف کرانے کی جتنی تاکید ہے ' اتنی ہی تاکید مسلمان بھائی / بہن کا عذر قبول کرنے اور اس کو معاف کر دینے کی بھی ہے - یہ یک طرفہ معاملہ نہیں -

آپ ڈاکٹر نہ ہوتیں ' کوئی خدا ترس عورت ڈاکٹر نہ ہوتی ' تو عورتیں کیا سارا علاج ناخدا ترس ڈاکٹروں سے کراتیں - اور کون انسان ڈاکٹر ایسا ہو گا کہ اس کے بس سے باہر اسباب کی وجہ سے یا خطا کی وجہ سے کوئی علاج ناکام نہ ہو جائے - پھر تو سارا شعبہ طب ہی بند کرنا ہو گا -

کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا کو یاد رکھیں - خدمت خلق سب سے بڑی عبادت ہے - اس کو آپ چھوڑنے کا ہرگز نہ سوچیں - پھر آپ تحریک سے متعلق ہیں ' ڈویژن کی ناظمہ ہیں - میں کہتا ہوں کہ دو ہی پیشے ' انبیا کے کام سے مشابہ ہیں : ایک معلم کا ' دوسرا ڈاکٹر کا - بس حقوق العباد کے بارے میں اپنی حس اور احتساب کو زندہ رکھیے ' اپنا احتساب کرتی رہیے ' اپنی پیشہ ورانہ مہارت بھی بڑھایئے ' استغفار کو اپنا شعار بنا لیجیے - ہر علاج کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور استغفار فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ پر عمل کیجیے - علاج کامیاب ہو تو بھی ' ناکام ہو تو بھی -

میری رائے میں آپ کو اپنے اوقات کی تحدید کا حق حاصل ہے - ہاں آپ کے علم کے لحاظ سے ' مریض جنسی ہو تو ہر وقت دیکھنا چاہیے ' اور یہ آپ کرتی ہی ہیں - (خرم مراد)

عورت کی ملازمت

میری بیوی ایف - اے ہے اور جدید طرز زندگی سے کسی نہ کسی حد تک متاثر ہے - وہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ملازمت کرے مگر میں اس بات کا حامی نہیں ہوں - میرا خیال ہے کہ روز مرہ کے اخراجات خدا کے فضل و کرم سے پورے ہو رہے ہیں - میں ملازمت کر رہا ہوں - ساتھ ذاتی میڈیسن کی چھوٹی سی دکان ہے - مگر ان کا خیال ہے کہ اپنے ہاتھ سے کماؤں اور خرچ کروں - وہ اپنی بات منوانے کے لیے وقت بے وقت جھگڑتی رہتی ہیں - ہمارے خدا کے فضل سے دو بچے بھی ہیں - میرے سسرال والے بھی میرے حامی ہیں - ایسے حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے - کوئی راہ نمائی فرمایئے -

عورت کا معاش کے لیے کام کرنا شرعاً ممنوع نہیں - لیکن بہرحال اس کا اصل مقام گھر ہے ' اور بچوں کی تربیت ہے - اس لیے جب تک کوئی معاشی ضرورت نہ ہو کہ اس کی کمائی کے بغیر اخراجات پورے نہ ہوں ' یا وہ خود کفالت کی ذمہ دار ہو ' یا اس کے پاس ایسی صلاحیت نہ ہو ' جس کی مخلوق خدا محتاج ہو ' مثلاً ڈاکٹری یا تعلیم ' اس وقت تک ' میرے نزدیک ' اس کا گھر سے باہر کمائی کے لیے نکلنا سخت ناپسندیدہ ہے ' الا یہ کہ وہ بالکل فارغ ہو ' اور گھر میں بیٹھی صرف مکھیاں مارتی ہو -

جو عورت صرف ایف اے ہے ' اس کے دو بچے بھی ہیں ' گھر کا خرچ بھی بخوبی چل رہا ہے ' اس

کے پاس فارغ وقت ہے تو مطالعے' خدمت خلق' تبلیغ دین وغیرہ میں گزارے جس کا اجر ابدی ہے۔ پھر جب شوہر ساری ضروریات پوری کر رہا ہو' اور بطریق احسن کر رہا ہو' اور گھر سے نکل کر کام کرنے کا مخالف ہو' تو یہ اور بھی ناپسندیدہ ہے۔

آپ کے پاس تو ایک ہی راستہ ہے۔ صبر اور تحمل' نرمی اور شفقت سے سمجھائیں اور اس کے فارغ اوقات میں اس کے لیے مفید اور دلچسپ مشاغل تلاش کریں۔ (خ - م)

ادب کے لیے کھڑے ہونا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو کھڑا ہونے سے منع فرماتے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ جب استاد کلاس روم میں داخل ہوتا ہے تو طلبہ بامر مجبوری کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ شرعی لحاظ سے غلط نہیں ہے؟

کسی کے لیے کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے۔ نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کے درمیان تعلق کی جو نسبت تھی' اس کی بنا پر اگر صحابہ کے حضورؐ کے لیے کھڑا ہونے کی سنت قائم ہو جاتی تو پھر یہ بعد میں آنے والوں کے لیے فتنہ کا سبب بنتی۔ دراصل جہاں کوئی کبر یا تفاخر یا طلب جاہ میں چاہے کہ دوسرے لوگ کھڑے ہوں' یا جہاں لوگ خوشامد یا کسی کی کبریائی کے اظہار کے لیے کھڑے ہوں' وہ ممنوع ہو گا۔ جہاں ادباً یا محبتاً کھڑا ہونا ہو' وہاں اجازت ہو سکتی ہے۔ حضورؐ حضرت فاطمہؓ کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اگر شاگرد مجبوراً کھڑے ہوتے ہیں' اور استاد کبر کی وجہ سے خواہاں ہوتا ہے کہ کھڑے ہوں' تو یہ جائز نہ ہو گا۔ امریکہ میں' جہاں میں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے' ایسی کوئی روایت نہ تھی' طلبہ بیٹھے رہتے تھے۔ (خ - م)

ترجمان ری پرنٹس سروس

ترجمان میں شائع ہونے والے اہم مضامین کے ری پرنٹس ارزاں نرخ پر دستیاب ہیں۔

فروری کے اشارات: تقویٰ کی زندگی' کامیابی کی زندگی - /۵۰ روپے سیکڑہ